بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

ہر وہ کام جس کا تعلق فرد کی بجائے جماعت سے ہو اس کی تکمیل کے لئے جماعت کی صفوں میں اتحاد کا ہونا ضروری ہے۔ یہ ایک ایسا نکتہ ہے جس کو سمجھنے کے لئے کسی غیر معمولی فہم و بصیرت کی ضرورت نہیں۔ یہ بات کائنات کے مزاج میں رکھی گئی ہے اور روز مرہ زندگی کے معاملات میں بھی اس کا بآسانی تجربہ کیا جا سکتا ہے۔ غلبہ قوت کا رہین منت ہے اور قوت کا راز اتحاد میں پوشیدہ ہے۔ خالق کائنات سے زیادہ اس نکتے کا علم اور کسے ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالی نے امت مسلمہ کو دنیا کی امامت کا کام سونپا اور شہادت حق اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مشن پر مامور کیا (وکذالک جعلنا کم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس۔کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر) تو اپنی کتاب میں اس نکتے کو نظر انداز نہیں کیا اور نہایت حکیمانہ انداز میں اس کی اہمیت واضح فرمادی۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولاتفرقوا (آل عمران) واطیعوااللہ و رسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا و تذهب ریحکم (انفال)

ان آیات میں نفیاً و اثباتاً اتحاد کی تلقین کے ساتھ پھوٹ اور نفاق کے انجام بد سے بھی خبردار کردیا۔ یہ جتا دیا کہ آپس میں لڑنے جھگڑنے سے تم کمزور ہوکر بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ لوگوں کے دلوں سے تمہاری سطوت کا رعب جاتا رہے گا۔ انجام کار تم دنیا میں غالب ہونے کے بجائے مغلوب ہوکر ذلت و مسکنت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے متعدد مقامات پر مختلف طریقوں سے ملت

بیضا کو یہ حقیقت ذہن نشین کرائی ھے۔ اور اللہ کے رسول نے بھی اپنے اقوال زریں میں اس نکتے کو بار بار دھرایا ھے تاکہ بات دلوں میں راسخ ھو جائے۔ ید اللہ علی الجماعۃ۔ جماعت پر اللہ کا ھاتھ ھوتا ھے۔ من شذ شذ فی النار۔ جو جماعت سے الگ ھوا وہ جہنم میں گیا۔

مسلمان جب تک اس نصیحت پر کار بند رھے، انھوں نے اپنی صفوں میں اتحاد قائم رکھا وہ آگے بڑھتے گئے، فتح و نصرت ان کے قدم چومتی رھی، عزت و سر بلندی ان کا مقسوم ھوئی۔ لیکن جب انھوں نے اس سبق کو فراموش کردیا ذلت و نکبت ان کا مقدر بن گئی۔

آج مسلمان تعداد کے اعتبار سے کتنے زیادہ ھیں، دنیا کے ایک وسیع رقبے پر ان کی آبادیاں پھیلی ھوئی ھیں۔ چھوٹے بڑے درجنوں ملک ھیں جہاں مسلمان حکومتیں قائم ھیں۔ لیکن چونکہ ان میں مرکزیت کا فقدان ھے، وہ ایک رشتہ وحدت میں منسلک نھیں، اس لئے عالمی امور اور بین الاقوامی معاملات میں ان کی کوئی آواز نھیں۔ دنیا کی اصلاح و تعمیر میں کوئی موثر کردار ادا کرنا تو دور کی بات ھے ان کے لئے اپنے وجود کو برقرار رکھنا مشکل ھو رھا ھے۔ اس وقت دنیائے اسلام کی حالت ان خزاں رسیدہ پتوں کی سی ھے جو درخت سے الگ ھونے کے بعد ادھر سے ادھر مارے مارے پھرتے ھیں اور ھوا اپنی ٹھوکروں سے انھیں پامال کرتی ھے۔ جائے عبرت ھے کہ موسن فولاد سے خس و خاشاک بن گیا۔ آج شاید ھی مسلمانوں کا کوئی ملک ایسا ھو جو نام نہاد عالمی طاقتوں کی سیاسی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کی بازی گاہ نہ ھو۔ مسلمان سب کچھ دیکھتے اور سنتے ھیں لیکن کچھ کرنھیں سکتے۔ وہ اپنے آپ کو بالکل بے بس پاتے ھیں۔ حالات پر قابو پاکر حالات کا رخ موڑنے کے بجائے وہ حالات کے دھارے پر بہنے کے لئے مجبور ھیں۔ یہی مسلمان اگر آج متحد ھو جائیں تو دنیا کی ایک عظیم طاقت بن سکتے ھیں۔

اتحاد کی خواہش ہر دل کی آواز ہے۔ یکن اتحاد خواہشوں اور نیک تمناؤں سے قائم نہیں ہوتا ۔ اس کے لئے عمل، اقدام اور جہد مسلسل کی ضرورت ہے ۔ ان تمام عوامل کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنا ہوگا جو اتحاد کو پارہ پارہ کرکے تفریق و تقسیم کو جنم دیتے ہیں اور ایسے مثبت قدم اٹھانے ہوں گے جو اتحاد بین المسلمین کو فروغ دیں ۔

اس امت کا سب سے پہلا کلمۂ جامعہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ ہے ۔ یہ ایک مختصر سا فقرہ ہے لیکن اس کے تقاضے اور مضمرات اپنی وسعت میں ناپیدا کنار ہیں ۔ تفصیل میں جانے کا یہ محل نہیں چند نفظوں میں یوں سمجھنا چاہئے کہ اگر دنیا بھر کے مسلمان صبغة اللہ میں رنگ جائیں اور دوسرے تمام رنگوں کو دھوکر مٹادیں تو دیکھتے دیکھتے وہ ایسی سیسہ پلائی دیوار بن جائیں کہ اس زمانہ کی بڑی سے بڑی طاقت بھی ان سے ٹکرائے تو اس کا سر پاش پاش ہوجائے ۔ مسلمانوں کے لئے دین ہی وہ رشتہ ہے جو انہیں وحدت کی لڑی میں پرو سکتا ہے ۔ خون، رنگ، نسل، زبان اور وطن کے رشتے عمران بشری کے محدود دائروں میں ممکن ہے اتحاد و یکجہتی کی بنیاد بن سکیں لیکن اسلام جس عالمگیر اخوت پر اپنی اجتماعی تنظیم کرتا ہے اس میں ان حدبندیوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں ۔ اس لئے دنیا کے مسلمان ان امتیازات سے بالاتر ہوکر اپنے اتحاد کو عالمگیر بنیادوں پر مستحکم کریں ۔ اور یہ جبھی ہوسکتا ہے کہ وہ صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں ۔